حضرت مولانا قاری عبداللہ صاحب (بنوں)

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث کا آنکھوں دیکھا حال

استخارہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان میں اللہ کے فضل وکرم سے بڑے بڑے دینی مدارس قائم ہوچکے ہیں تقریباً پاکستان کی صوبائی سطح پر ہر ضلع میں دورۂ حدیث ہے۔ میں نے استخارہ کیا کہ دورۂ حدیث کے لیے کونسی جگہ مناسب ہے۔ ایک دن خواب میں دارالعلوم حقانیہ کے بانی و شیخ الحدیث العارف باللہ المجاہد فی سبیل اللہ المؤید من اللہ انوار مدنی کے مظہر استاذ المکرم حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے سامنے نسائی شریف شروع کی۔ اس کے بعد دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ کسی بڑی شخصیت کے مناقب لکھنے کے لیے بڑا ہونا ضروری نہیں ہے ۲۳/شوال ۱۰۴۱ھ کو حضرت اقدس نے درس کا افتتاح فرمایا۔

سب سے پہلے امام انقلاب سید مدنی رحمۃ اللہ والاخطبہ تلاوت فرمایا۔ اس کے بعد ترمذی شریف کی سند بیان فرمائی حضرتؒ کا درس کیا ہے۔ اس کے بارے میں کچھ کہنا اندازِ بیان سے باہر ہے۔ حضرتؒ کے دورۂ حدیث کی بہار دنیا نے دیکھی اس کا اندازہ وہ لگا سکتے ہیں جن کی پوری نظر شروحاتِ حدیث پر مرکوز ہو۔ خاص کر درسِ حدیث میں مشکل کام متطبیق حدیث ائمہ کا اختلاف، ترجیح مذہب، جرح وتعدیل لغات حدیث، مشکل سے مشکل جگہ جہاں حدیث میں آجاتی ہے۔ یہ اللہ کا بندہ یونہی بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ شروحاتِ حدیث سامنے پڑی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرتؒ کئی سال سے مطالعہ کرنے سے قاصر ہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں :۔ آج کل جو کچھ کتابی شکل میں نظر آرہا ہے۔ پہلے یہ سارا سینوں میں محفوظ تھا۔ اس لیے مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی "ابن ماجہ اور علم حدیث" میں لکھتے ہیں "نظر کو بلند تر کیجیے جس امت نے حفاظ حدیث کے حالات کو اس طرح محفوظ کیا ہو۔ اس نے خود حدیث کے حفظ اور اس کی یادداشت میں کیا کچھ اہتمام نہ کیا ہوگا۔ آج جب کہ موجودہ نسل نے اپنی قوتِ حافظہ کو معطل کر کے اسے بیکار اور مضمحل بنا دیا ہے اور مطابع کے عالم وجود میں آجانے کے باعث جو علم کہ اگلے علماء کے دماغوں میں تھا وہ ہمارے کتب خانوں میں منتقل ہوچکا ہے۔ حفظ حدیث کے واقعات کو کتنا ہی تعجب اور حیرت کی نظر سے کیوں نہ دیکھا جائے۔ مگر حقیقت بہرحال حقیقت ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب علم سینہ بہ از علم سفینہ پر صحیح معنوں میں عمل درآمد تھا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اذا لم تری الھلال
فسلم لاناس رواہ بالابصار

چنانچہ محدث شہیر عارف کبیر شیخ ابن ابی جمرہؒ نے منتخب بخاری پر جو شرح بہجۃ النفوس کے نام سے لکھی ہے اس کے صفحہ ۲۵ تا ۲۸ میں جو بحث ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

غالباً عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جہاں صالحین کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ انشاء اللہ العزیز ہمارے حضرت ایسے ہی لوگوں میں ہیں۔ جن کے ذکر میں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ جس قدر عظیم الشان کارنامے کسی شخصیت سے ظہور میں آئیں گے اسی قدر وہ دنیا میں ممتاز، موقر اور معظم ہوگا۔ اور اس کی یاد استفادہ کرنے والوں کے دلوں میں باقی رہے گی۔

امام ابو حنیفہؒ، امام بخاریؒ، امام رازیؒ، امام غزالیؒ۔ ابن عربیؒ۔ ابن خلدونؒ۔ مجدد الف ثانیؒ۔ شاہ ولی اللہؒ شاہ عبدالعزیز برادر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام اپنے مقدس اور اعلیٰ نصب العین کارہائے نمایاں اور باقیات صالحات کی وجہ سے آج تک تاریخ کے اوراق میں سنہری الفاظ سے لکھے ہوئے ہیں۔ آخری دور میں یا اس سے پہلے علماء ربانی میں مولانا سید احمد شہید۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ امام العصر حضرت کشمیری صاحب۔ مولانا عبیداللہ سندھی جنگِ آزادی کا آفتاب مولانا حسین احمد مدنی۔ حضرت لاہوری اور سید الملت سلیمان ندوی اپنے چمنستان علم وفضل میں گلہائے رنگارنگ کے ایسی بہاریں چھوڑی ہیں جن سے تاقیامت مسلمانانِ عالم کے دل ودماغ معطر رہیں گے۔

ان باقیات صالحات کے برعکس کتنے ہی دیدہ ور علماء اس دنیا میں آئے ہیں جن کے کارہائے نمایاں کی یادگاریں نہ کسی تاریخ میں درج ہیں اور نہ کسی تصنیف کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اور وہ گمنامی کے گوشوں میں بے نام ونشان ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس لیے بقائے دوام کے لیے یہ ناگزیر ہے۔ کہ کسی باعظمت شخصیت کے لیے اس کی عظیم یادگاریں باقی ہوں تاکہ آئندہ نسلیں اپنی ان باعظمت شخصیتوں سے واقف اور ان کی تعلیمات اپنے اخلاف کے لیے مشعلِ راہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے۔ حضرت سب کچھ ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اور یہی چیز حضرت کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ کی نسبت سے ملی ہے۔ حضرت مدنی کے بارے میں اس وقت عالم اسلام میں علم اور روحانیت کے سرتاج مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ انسان کے اندر دو چیزیں ایسی ہیں۔ جو بہت مجاہدہ اور محنت سے

انسان سے نکلتی ہیں۔ آج کل دنیا میں سارا چکر اسی بات پر ہو رہا ہے۔ اچھے اچھے لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں۔ وہ ہے حب جاہ و مال اور حضرت مدنی میں ابتدا سے یہ باتیں نہیں تھیں۔ یہی ہمارے حضرت کا حال ہے۔ اسی خلوص کی وجہ سے آج دارالعلوم حقانیہ جنگل میں منگل بنا ہوا ہے۔ جس کے بارے میں صوبہ سرحد کے شاہ ولی اللہ عارف باللہ حضرت عمر غشتوی نے فرمایا تھا (میرے بعد میری دعاؤں کی تعبیر) یہ بہت بڑے ولی اللہ کی شہادت ہے جو حضرت کے دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا جملہ ہے اور اسی طرح علوم قاسمی کے امین حکیم الاسلام حضرت العلام قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے دارالعلوم کو دیوبند پاکستان کا نام دیا تھا۔ اور ساتھ ہی حضرت کے بارے میں حضرت حکیم الاسلام کا وہ جملہ آج بھی سامعین کے کانوں میں گونج رہا ہے۔ کہ رئیس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی جدائی پر دیوبند آج بھی نالاں ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ قدرت کی عجیب شان ہے بڑے بڑے محدث آخر میں بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً امام ترمذی۔ حضرت گنگوہی صاحب جو علماء حضرات سے مخفی نہیں ہیں۔ اس پر مستقل کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں لیکن کمال یہ ہے کہ حضرت امراض کثیرہ اور ضعف بصارت کے باوجود روزانہ بلا ناغہ ترمذی شریف پڑھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں حضرت جب دو آدمیوں کے سہارے دارالحدیث کے وسیع ہال میں داخل ہوتے ہیں۔ بیک زبان طلباء کی زبان سے یہ نکلتا ہے مولانا صاحب آگئے۔ یہ لفظ مولانا حضرت کے لیے بولا جاتا ہے۔ آج نہیں بلکہ دارالعلوم کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔ مولانا سے مراد طلباء کا ذہن فوراً ہی حضرت شیخ الحدیث کی طرف جاتا ہے۔

علمی دنیا میں ہمارے حضرت شیخ الحدیث صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی نقطہ مدنی برادری والے جانتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی چار دیواری میں حضرت مدنیؒ مولانا صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اور دوسرے لوگ حضرت کو شیخ الاسلام کے نام سے یاد کرتے تھے۔ حضرت کے اصلی علوم و معارف مدنی علوم کا جو منبع ہیں وہ حضرت کی غیر مطبوعہ تقریرات ہیں۔ جس پر مخدوم زادہ استاذنا المحترم مولانا سمیع الحق صاحب کی سرپرستی میں برادرم مولانا عبدالقیوم حقانی کام کر رہے ہیں اور ترتیب شروع ہو چکی ہے۔ الحمد للہ کہ ابواب الطہارۃ مکمل ہو کر چھپ گئی ہے باقاعدہ سنتے رہے۔ اللہ کرے حضرت کی زندگی میں یہ طبع ہو کر شائع ہو جائے۔ انك علی كل شئ قدير و بالاجابة جدير

حضرتؒ کی علم حدیث پر جو نظر ہے وہ کسی عالم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

ایک دن میں نے ایک لفظ حدیث کسی کتاب کے حاشیے پر دیکھا جو بَرَۃً لکھا ہوا تھا۔ تو اس لفظ کے متعلق میں نے کئی علماء سے پوچھا۔ لیکن کسی سے جواب نہیں ملا لیکن حضرت چونکہ طلباء پر بہت شفقت فرماتے ہیں۔ لہٰذا میں نے حضرت کی شفقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

حضرت نے فوراً فرمایا یہ حدیث ہے مسند امام اعظم کتاب النکاح ابو حنیفہ عن حمادٍ قال اخبرنی شیخ الی المدینہ الی آخر السند قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تزوجت قال لا، قال لا تزوجن خمسًا قال ماهن قال شَہْبَرَۃً ولا لَہْبَرَۃً ولا ھبذرۃً ولا لفوتًا قال الراوی لا اعراف شیئًا مما قلت الی اخر الحدیث

حضرت نے اس کا حوالہ دیا اور ساتھ ہی فرمایا۔ دیوبند میں یہ کتاب میں نے دیکھی تھی چالیس سال کے بعد حوالہ صحیح نکلا۔ بعینہٖ عبارت کتاب میں موجود تھی میں نے دیکھی یہ ایک مثال ہے۔ ایک نہیں ہزاروں مثالیں ایسی ہیں جو حضرت سبق میں روزانہ یاد فرماتے ہیں۔ مثلاً شمائل ترمذی میں حدیث ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (یحب الحلوا والعسل)

جو چیز نظر میں اچھی نظر آئے اور دوسری چیز میٹھی ہو تو ان دونوں میں باب کا فرق کرنا بڑا مشکل ہے۔ لیکن حضرتؒ نے فرمایا حلا فی الفم حلی فی العین یہ ہے عبارت:

بقیہ صفحہ ۳۸۱ :- مولانا عبدالحقؒ ایک عظیم فقیہ

لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے"۔ (صحبتے با اہلِ حق ص۱۷)

آپ کے فقہی مآثر

یوں تو آپ کے بیشمار شاگرد اُفتاء وقضاء کی ذمہ داریاں نباہ رہے ہیں لیکن تحریری طور پر "قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ" دعواتِ حق، حقائق السنن، اور ملفوظات میں بے شمار فقہی جزئیات کے نمونے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ملک میں اہم قومی اور دینی مسائل میں وقتاً فوقتاً آپ کے ارشادات اقوال و فرمودات اور مشورہ فقہی مآثر شمار ہوتے ہیں۔

خدا کی عظمت تیری شریعت، نبی کی حرمت تیری طریقت
عظیم دولت ہے تیری دولت، نہ تخت تیرا نہ تاج تیرا
رہا ہے گفتار کا بھی غازی، رہا ہے کردار کا بھی غازی
ولی تو ہے وجہِ سرفرازی، وطن میں شہرہ ہے آج تیرا